مدیر کے نام

پروفیسر نذیر احمد بھٹی، بہاول پور

اس ماہ کے ترجمان میں پروفیسر خورشید احمد کے اشارات: 'غزہ میں اسرائیل کی جارحیت اور مسئلہ فلسطین' کے علاوہ دیگر مضامین بھی بہت اہم اور قابلِ غوروفکر ہیں، مگر 'حکمت مودودی'، 'اسلام: وجودِ پاکستان کے لیے ناگزیر' بہت ہی اہم اور قابلِ مطالعہ ہے۔ سید مودودی نے صحیح تجزیہ کیا ہے کہ: ''اگر مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا احساس تمام دوسرے احساسات پر غالب نہ ہوتا، اگر مسلمان اس بات کو بھول نہ گئے ہوتے کہ ہم مدراسی ہیں، پنجابی ہیں، بنگالی ہیں، گجراتی ہیں، پٹھان ہیں اور سندھی ہیں اور صرف ایک تصور ان کے اُوپر غالب نہ ہوتا کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی حیثیت سے اس سرزمین پر جینا چاہتے ہیں، تو پاکستان کبھی وجود میں نہیں آسکتا تھا بلکہ پاکستان کا تخیل سرے سے پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا''۔

سید محمد عباس، پشاور

'ترکی میں سیاسی تبدیلی اور معاشرتی انقلاب' (دسمبر ۲۰۱۲ء) کے عنوان سے ڈاکٹر انیس احمد کا مضمون فکرانگیز اور چشم کشا ہے۔ یقیناً ترکی کے اس ماڈل میں پاکستان کی تحریک اسلامی کے لیے غوروفکر کے متعدد پہلو ہیں۔ گذشتہ سال مجھے بھی ترکی کے تین شہروں، استنبول، انقرہ اور قونیہ میں مختلف تعلیمی اداروں کے مطالعاتی دورے کا موقع ملا۔ یہ وہ ادارے تھے جنھیں فتح اللہ گولن کی تحریک کے لوگ چلا رہے ہیں۔ ان اداروں سے اعلیٰ اخلاق و کردار اور بہترین صلاحیتوں کے حامل نوجوان نکل رہے ہیں جو اس وقت ترکی کی معاشی اور معاشرتی پیش رفت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پاکستان میں بھی ایسے تعلیمی اداروں کا جال بچھانے کی ضرورت ہے جہاں سے ایسے نوجوانوں کی کھیپ نکلے جو اعلیٰ اخلاق و کردار کے جوہر کے ساتھ ساتھ حب الوطنی کے اسلامی جذبے سے بھی سرشار ہوں۔ اس پہلو پر تحریک نے ابھی تک کماحقہٗ توجہ نہیں دی مگر طویل المیعاد منصوبے کے تحت اسے ترجیحات میں سرفہرست رکھنے کی ضرورت ہے۔

غزہ میں اسرائیل کی جارحیت کا حماس کے مجاہدوں کی طرف سے بھرپور جواب اور مصر میں صدر مُرسی کے خلاف اختیارات کے بارے میں پروپیگنڈے کی اصلیت جان کر معلومات میں اضافہ ہوا۔

حکمت مودودی کے زیرعنوان سقوطِ ڈھاکہ کی مناسبت سے مولانا مرحوم کی تقریر کا اقتباس پسند آیا۔ سقوطِ ڈھاکہ کے حوالے سے کچھ مزید کی بھی توقع تھی مگر...... بلوچستان کے حالات کے پیش نظر، ہمیں سقوطِ ڈھاکہ کے المیے سے بہت زیادہ سیکھنے کی ضرورت ہے، مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

ڈاکٹر عارف جاوید، چکوال

'سیاسی تبدیلی اور معاشرتی انقلاب: چند غورطلب پہلو' (نومبر ۲۰۱۲ء) جامع اور عام فہم ہے۔ ساری باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ اصل معاملہ میدان میں ہے، یعنی فرد اور تحریک کا افراد اور مؤثر طبقات تک پہنچ کر دعوت دینا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دعوت جامع ہو اور یہ کہ 'آج کے تناظر' میں سوال رکھا جائے۔ سفر کی طوالت اور منزل بظاہر دُور اور آخر ایسا کیوں؟ کا سوال اگرچہ غیرفطری نہیں لیکن جائزہ واحتساب میں خدمتِ خلق کا ایمانی تقاضا خوب سمجھ آیا۔

محمد طارق ندیم، سعودی عرب

'اقبال اور سیکولرزم' (نومبر ۲۰۱۲ء) میں یہ کہنا کہ اقبال کے نزدیک ''اسلام کی رُو سے خدا اور کائنات، روح اور مادہ ایک ہی کُل کے مختلف اجزا ہیں'' (ص ۵۸)، درست نہیں۔ یہ صوفیانہ نقطۂ نظر کی ترجمانی ہے۔

ممتاز احمد، اسلام آباد

ارشاد الرحمن صاحب کا مضمون: 'شام: اسد خاندان کا مجرمانہ دورِحکومت' (نومبر ۲۰۱۲ء) نظر سے گزرا۔ مضمون میں تین باتیں قابلِ توجہ ہیں: ۱- مضمون نگار نے تمام تر انحصار اُن ذرائع پر کیا ہے جو اسد حکومت کے واضح مخالفین میں سے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سے کسی معروضی تجزیے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ۲- مضمون نگار نے بجاطور پر اپنے مضمون میں وہ ساری تفصیلات دی ہیں جن کا تعلق اسد حکومت کی بہیمانہ کارروائیوں اور قتل و غارت کی کارروائیوں سے ہے لیکن اُنھوں نے اُن تفصیلات کا ذکر نہیں کیا جن کا تعلق اسد مخالف عناصر کی جانب سے قتل و غارت کی کارروائیوں سے ہے جن کے واضح ثبوت مہیا ہوچکے ہیں۔ ۳- مضمون نگار نے یہ تو بتادیا کہ اس حکومت کو روس اور ایران سے اسلحہ مل رہا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اسد مخالف عناصر کی پشت پر وہ کون سی طاقتیں ہیں جو اُنھیں فنڈز، ٹریننگ اور اسلحہ فراہم کررہی ہیں اور اُن کے مقاصد کیا ہیں؟ کیا یہ دل چسپ بات نہیں ہے کہ پورے مضمون میں امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، قطر اور سعودی عرب کا ذکر تک نہیں کیا گیا جو اسد مخالف عناصر کی پشت پر کھڑے ہیں؟ واضح رہے کہ میں اس حکومت کا حامی نہیں ہوں۔

وضاحت: 'رسائل ومسائل' (دسمبر ۲۰۱۲ء) میں خنزیر کی کھال کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ دباغت کے بعد اس کا استعمال جائز ہے۔ ہمارے ایک قاری ڈاکٹر ضیاء الرحمن قریشی (آزاد کشمیر) نے درست توجہ دلائی ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ گائے کی جو مثال دی گئی ہے وہ قیاس مع الفارق ہے۔ اس لیے کہ اس کا اطلاق خنزیر کی کھال پر نہیں ہوتا، کیونکہ وہ فی نفسہٖ حرام ہے۔ اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ (ادارہ)

احمد علی محمودی، حاصل پور

'جنسی بے راہ روی: ایک چیلنج' (دسمبر ۲۰۱۲ء) جنسیت پر ایک طائرانہ تاریخی جائزہ اور انسانی زندگی میں جنس کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے عمدہ تحریر ہے۔ اسلام نے جنسی زندگی کے حوالے سے جن ہدایات ورہنمائی کا اہتمام کیا ہے، اس کا مضمون کے آخر میں سرسری ذکر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے مفصل تحریر شائع کی جائے تو یقینا موجودہ دور میں سب کے لیے ہی مفید ہوگی۔